مسلم فیملی لا سیریز کا ۱۳واں پروگرام

بتاریخ: ۲۵/ستمبر ۲۰۲۲ء

موضوع:

تفویض طلاق اور اس کی شکلیں

مولانا رحمت اللہ ندوی

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء

رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ، لکھنؤ

زیر اهتمام:

مجلس تحقیقات شرعیه

ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ

تفویض طلاق اور اس کی شکلیں

مولانا رحمت اللہ ندوی
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين،أما بعد!

نکاح ایک عظیم نعمت ہے اوراس کے ذریعہ قائم رشتہ کو پائیدار، خوشگوار اور مستحکم بنانا اسلام میں مطلوب ہے، بلا کسی ناگزیر حالت اور سخت مجبوری کے نکاح کو ختم کردینا اور طلاق وغیرہ کے ذریعہ سے اس بندھن کو توڑ دینا سخت ناپسندیدہ ہے، پھر جس طرح مرد خود طلاق دے سکتا ہے، وہ اسی طرح یہ اختیار دوسرے کو سونپ بھی سکتا ہے، طلاق دوسرے کو سپرد کرنے کا یہ عمل تفویض کہلاتا ہے، ایسی صورت میں بیوی یا دوسرے شخص کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے، لیکن تفویض سے شوہر کا حقِ طلاق ساقط نہ ہوگا۔

تفویض طلاق کیا ہے؟

تفویض کے لغوی معنی ہیں: حوالہ کرنا، سونپنا، سپرد کرنا اور لوٹانا''فوّض:(إليه الأمر تفويضاً) رده إليه وجعله الحاكم فيه، ومنه قوله تعالى :﴿وأفوض أمرى إلى الله...... ﴾فوض المرأةَ تفويضاً: زوّجَها بلا مهر، وهو نكاح التفويض، وفى حديث:فوضت أمرى إليك۔[تاج العروس، باب الضاد، لسان العرب]

لیکن شریعت میں تفویض طلاق (Delegation of the power of divorce) کے معنی ہیں:

''طلاق دینے کا اختیار اپنی بیوی کے سپرد کرنا'' چنانچہ عورت کا مرد سے نکاح کے وقت یہ شرط کرنا کہ وہ طلاق کی مختار ہے، شرعاً صحیح ہے، اسی طرح شوہر کا اپنی زوجہ کو قیام نکاح کے دوران حقِ طلاق تفویض کرنا بھی جائز ہے۔(مجموعہ قوانین اسلام ۲/۳۹۲، دفعہ:۱۰۱)

جس مرد کو طلاق کا اختیار ہے وہ اپنا یہ اختیار دوسروں کو سونپ سکتا ہے، اگر اس نے یہ اختیار اپنی بیوی کو دیا کہ وہ اس کی طرف سے اپنے اوپر طلاق واقع کرلے، یا کسی اور شخص کو اس بات کا اختیار دیا کہ وہ اگر چاہے تو اس کی بیوی کو طلاق دے دے، تو یہ تفویض ہے، اور کسی دوسرے عاقل و بالغ کو طلاق دینے کا حکم دے اور اس کے اختیار پر نہ چھوڑے تو یہ توکیل ہے۔

یہ سپردگی اگر طلاق کے لفظ کے ساتھ ہے تو یہ تفویض و توکیل صریح ہوگی، اور اگر ایسے لفظ کے ساتھ ہے جو طلاق کے لئے صریح نہیں ہے تو اس میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا۔(مجموعہ قوانین اسلامی دفعہ:۲۷۹)

تفویض کی دلیل

تفویض طلاق کتاب وسنت اور اجماع وقیاس سے ثابت ہے، جب آیت کریمہ ﴿يا أيها النبى قل لأزواجك إن كنتن تردن الحيوٰة الدنيا وزينتها فتعالين أمتعكنّ وأسرحكنّ سراحاً جميلاً ﴾[احزاب:۲۸] نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو اپنے ساتھ رہنے اور نہ رہنے کا اختیار دیا، اسی وجہ سے یہ آیت تخییر کہلاتی ہے، بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند کیا، تو یہ تخییر طلاق شمار نہ ہوئی''عن عائشةؓ قالت: خيرنا رسول الله ﷺ فاخترنا الله ورسوله، فلم يعد ذلك علينا شيئاً''[بخاری، کتاب الطلاق، باب من خیر أزواجه:۵۲۶۲]

ڈاکٹر وھبہ زحیلیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''والرجل كما يملك الطلاق بنفسه يملك إنابة غيره فيه، ويجوز تفويض الطلاق للزوجة بالإجماع، لأنه ﷺ خيّر نساءه بين المقام معه وبين مفارقته، لما نزل قوله تعالى:﴿ يا أيها النبى قل لأزواجك......سراحا جميلا ﴾[احزاب:۲۸]فلو لم يكن لاختيارهن

الفرقة أثر، لم يكن لتخييرهن معنى'' [الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۹/ ۶۹۳۵]

تفویض طلاق کی عقلی دلیل یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا خود مالک ہے کسی دوسرے کو بھی اس کا مالک اور مختار بنا سکتا ہے، ''الطلاق تصرف شرعی قولی، وهو حق الرجل كما تقدم، فيملك ويملك الإنابة فيه كسائر التصرفات القولية الأخرى التي يملكها۔''

[الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ۲۹/ ۴۵]

تفویض طلاق کی شکلیں

احناف کے یہاں شوہر کی اجازت سے کسی اور کو طلاق دینے میں نیابت کی تین شکلیں ہیں: ۱۔توکیل، ۲۔تفویض، ۳۔پیغام۔

''إذن الزوج لغيره في تطليق زوجته ثلاثة أنواع: تفويض وتوكيل ورسالة۔'' [الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۹/ ۴۵]

توکیل:

توکیل یہ ہے کہ شوہر اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا نائب اور قائم مقام بنا دے، جیسے وہ کسی شخص کو مخاطب کرکے یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا تم کو وکیل بنایا، تو اگر وہ وکالت قبول کرتے ہوئے اپنے موکل کی بیوی کو طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی۔

تفویض:

تفویض یہ ہے کہ شوہر طلاق کا معاملہ اپنی بیوی کے اختیار میں دے یا اپنی طرف سے اس کو طلاق کا مالک بنائے، یا کسی اجنبی شخص کی مشیئت اور ارادہ پر طلاق کو معلق کردے، مثلاً شوہر اس سے یہ کہے کہ اگر تم چاہو تو میری بیوی کو طلاق دے دو۔

''جعل الأمر باليد أو تمليك الطلاق لزوجة بطلاق نفسها منه، أو تعليق الطلاق على مشيئة شخص أجنبي۔'' [الفقہ الاسلامی وأدلتہ۔ ۹/ ۶۹۳۶]

پیغام (Message)

شوہر اپنا پیغام کسی کے ذریعہ بیوی کو بھیجے، مثلاً کسی آدمی سے یہ کہے کہ تم فلانہ کے پاس جاؤ، اور اس سے کہو کہ تمہارے شوہر تم سے ''اختاری'' (اپنے کو اختیار کرلو) کہتے ہیں، تو اس پیغام کے ذریعہ عورت کو طلاق رجعی وغیرہ کا حقِ اختیار عطا کرنا ہے اور یہ تملیکِ طلاق کا فائدہ دیتا ہے، پیغام کی ایک صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی غیر حاضر بیوی کو کسی شخص کے ذریعہ طلاق بھیجے، اور قاصد اس کے پاس جاکر اس کے روبرو شوہر کا پیغام پہونچائے تو طلاق پڑ جائے گی، کیونکہ قاصد کی حیثیت صرف سفیر اور ناقلِ کلام کی ہے، اس کے سوا کچھ نہیں۔

الفاظِ تفویض

تفویضِ طلاق کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ تین ہیں:

۱۔امر بالید، ۲۔تخییر، ۳۔مشیئت۔

ان میں سے ہر ایک لفظ عورت کو طلاق کا مالک بنانے اور اسے اپنی ذات یا شوہر کے درمیان اختیار دینے کے لئے تملیک کا فائدہ دیتا ہے۔

امر بالید (معاملہ ہاتھ میں دینا):

اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر بیوی سے کہے: ''أمرِكِ بيدك'' (تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے) یہ کہنے سے طلاق کے سلسلہ میں معاملہ عورت کے ہاتھ میں چلا جائے گا، کیونکہ شوہر نے طلاق کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے، شوہر میں تفویض کی اہلیت ہے اور بیوی محلِ قبول ہے، لہذا دو شرطوں کے ساتھ معاملہ بیوی کے ہاتھ میں چلا جائے گا:

۱۔ شوہر طلاق کی نیت کرے، کیونکہ 'امر بالید' طلاق کے الفاظ کنایات میں سے ہے، اس لئے بغیر نیت طلاق درست نہ ہوگی۔

۲۔ عورت کو اس کا علم ہو، لہذا جب تک عورت یہ جملہ نہ سنے یا اس کو خبر نہ پہونچے، طلاق کا معاملہ اس کے ہاتھ میں نہ جائے گا، اور وہ طلاق دینے کا مختار نہ ہوگی۔

تخییر (اختیار دینا):

تخییر کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رہنے اور نہ رہنے کا اختیار دے، اور کہے کہ ''اختاری'' (تم اپنے آپ کو اختیار کرلو) تو یہ لفظ ''امر بالید'' سے صرف دو چیزوں میں الگ ہے:

۱۔ شوہر اگر ''امر بالید'' میں تین طلاق کی نیت کرلے تو درست ہے، لیکن ''اختاری'' میں تین کی نیت درست نہیں۔

۲۔ ''اختاری'' میں شوہر کے کلام یا بیوی کے جواب میں لفظ ''نفس'' کا ذکر ضروری ہے، جیسے شوہر بیوی سے کہے ''اختاری نفسك'' تو بیوی ''اخترت'' کہے، یا شوہر ''اختاری'' اور بیوی ''اخترت نفسی'' کہے۔

مشیئت (ارادہ، چاہت):

اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر کہے: ''أنتِ طالقٌ إن شئتِ'' (اگر تم چاہو تو تم کو طلاق) تو یہ ''اختاری'' کہنے کے درجہ میں ہے، کیونکہ ان دونوں میں سے ہر لفظ تملیکِ طلاق ہے، مگر مشئیت والی صورت میں طلاق رجعی ہوگی اور ''اختیار'' میں بائن پڑے گی، کیونکہ ایک میں تفویض لفظ صریح کے ذریعہ ہے اور دوسرے میں لفظ کنایہ سے ہے۔ (ہندیہ ۱/ ۳۸۷-۴۰۲، الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۹/ ۳۶-۶۹۳۷)

تملیک اور تخییر کا فرق

تملیک کی صورت میں جس میں شوہر بیوی کو اس کی ذات کا مالک بنادیتا ہے، عورت جو فیصلہ اپنے لئے کرے گی وہی ہوگا یعنی اگر تین طلاق دے تو واقع ہوجائے گی، الا یہ کہ شوہر انکار کرے اور یہ کہے کہ میں نے تو صرف ایک طلاق کی نیت کی تھی، تو ایسی حالت میں شوہر سے اس پر حلف لیا جائے گا، لیکن تخییر میں اگر مدخول بہا (وہ عورت جس سے جنسی تعلق قائم ہوچکا ہو) تین طلاق اختیار کرے تو تین طلاق ہی ہوگی، کیونکہ شوہر نے اسے اپنے ساتھ رشتۂ ازدواج میں باقی رہنے یا اس سے نکلنے کا اختیار دیا ہے، لہذا اگر وہ اس سے کم اختیار کرتی ہے تو کچھ واقع نہ ہوگی، لیکن غیر مدخول بہا (وہ عورت جس سے جسمانی تعلق قائم نہ ہوا ہو) مملّکہ (وہ عورت جو کو طلاق کا مالک بنادیا گیا ہو) کی طرح ہے، اسے اپنے آپ کو تین سے کم طلاق دینے کا اختیار ہے، کیونکہ وہ اس کے ذریعہ شوہر سے جدا ہوجائے گی۔

تفویض اور توکیل میں فرق

حنفیہ کے یہاں اگر چہ توکیل اور تفویض دونوں میں شوہر کا حقِ طلاق سلب نہیں ہوتا لیکن پھر بھی وہ ان دونوں میں حسب ذیل فرق کرتے ہیں:

۱۔ تفویض صادر ہونے کے بعد شوہر اس سے رجوع نہیں کرسکتا، جب کہ توکیل میں موکل رجوع کرسکتا ہے، جب تک کہ وکیل نے اس کا نفاذ نہ کیا ہو، جس کا اسے وکیل بنایا گیا ہے۔

۲۔ تفویض میں مفوّض إلیہ (جس کے سپرد معاملہ کیا گیا ہے) اپنے اختیار اور مشیتِ نفس سے عمل کرے گا اس لئے کہ شوہر نے اسے اس حق کا مالک بنایا ہے، لیکن توکیل میں وکیل دوسرے کی مشیت سے کام کرے گا، اور اس مشیت کے موافق کام کرے گا، کیونکہ وکیل کو موکل کا قائم مقام اور نمائندہ سمجھا جاتا ہے نہ کہ موکل کے حق کا مالک۔

۳۔ مطلق تفویض، مجلس کے ساتھ مقید ہے، جب کہ توکیل میں وکیل کو مجلسِ توکیل کے اندر اور اس کے بعد طلاق دینے کا اختیار ہوتا ہے، بشرطیکہ وکالت مطلق ہو۔

۴۔ شوہر کے جنون سے تفویض باطل نہیں ہوتی، کیونکہ وہ تعلیق کے مفہوم میں ہے، لیکن توکیل شوہر کے جنون سے باطل ہوجاتی ہے، کیونکہ جنون اس کی اہلیت کو ختم کردیتا ہے اور موکل یا وکیل کا اہلیت سے خروج، وکالت کو باطل کردیتا ہے۔ (الفقہ الاسلامی وأدلتہ ۹/ ۶۹۴۷)

تفویضِ طلاق بذریعہ دار القضاء

موجودہ حالات میں سماجی مشکلات کو حل کرنے کے لئے ''تفویضِ طلاق'' ایک بہتر شکل ہے البتہ عورتوں کو حقِ طلاق تفویض کرنا نقصان سے خالی نہیں، اگر خواتین اس حق کا صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتیں تو شریعت نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حقِ طلاق دیا ہوتا، اس لئے خیال ہوتا ہے کہ تفویض طلاق کی ایسی صورت اختیار کرنی بہتر ہے جس میں طلاق ''دار القضاء'' یا محکمۂ شرعیہ کو دیا گیا ہو، بیوی کے علاوہ دوسروں کو طلاق کا اختیار دینا بنیادی

طور پر ''توکیل'' ہے اور وکالت کبھی بھی واپس لی جاسکتی ہے، لیکن اگر کسی تیسرے شخص کی چاہت ومشیت پر طلاق کے استعمال کو موقوف کردیا جائے تو ''توکیل'' کے بجائے ''تفویض'' ہے، اب شوہر اس اختیار کو واپس نہیں لے سکتا۔ (قاموس الفقہ ۴/ ۳۳۹-۳۴۰)

''پس اگر کچھ شرطوں کے ساتھ دارالقضاء کو حق طلاق تفویض کیا جائے اور یہ وسعت برتی جائے کہ عورت قاضی شریعت کے پاس ثبوت شرعی کے ذریعہ ان شرائط میں کوتاہی ثابت کردے، یا دوسرے قرائن کی بنا پر قاضی کو عورت کے بیان کی صداقت پر اطمینان ہوجائے تو وہ عورت کو طلاق بائن دے سکتا ہے، تو شاید یہ زیادہ بہتر صورت ہو۔'' [ایضاً ص ۳۴۰]

تفویضِ طلاق بوقتِ نکاح

نکاح کے بعد عورت کو مرد کے ظلم وستم، بے رخی، عدم ادائے نفقہ وغیرہ جیسی مشکلات اور پریشانیوں سے چھٹکارہ دلانے کا ایک حل اور آسان طریقہ تفویضِ طلاق بوقت نکاح ہے، کہ نکاح کے وقت کابین نامہ میں مرد سے ایسی شرطیں لکھوالی جائیں جن کی وجہ سے عورت کو بوقت ضرورت اپنے اوپر خود طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل ہوجائے، تو ایسا کرنا شرعا جائز ہے، اس قسم کی تفویضِ طلاق کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

پہلی صورت یہ ہے کہ کابین نامہ نکاح سے پہلے لکھا جائے، اس کے معتبر اور مفید ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس میں نکاح کی طرف اضافت ونسبت موجود ہو، مثلاً یہ لکھا جائے کہ اگر میں فلاں بنت فلاں کے ساتھ نکاح کروں اور پھر شرائط مندرجہ اقرار نامہ ہذا میں سے کسی شرط کے خلاف کروں تو فلاں بنت فلاں کو اختیار ہوگا کہ اسی وقت یا پھر کسی وقت چاہے تو اپنے اوپر ایک طلاق بائن واقع کرکے اس نکاح سے الگ ہوجائے، اگر اس میں نکاح کی طرف نسبت واضافت نہ لکھی گئی تو یہ اقرار نامہ محض بے کار رہوگا، اس کی رُو سے عورت کو کسی قسم کا اختیار نہ ہوگا۔

دوسری صورت:

تفویض کی دوسری صورت یہ ہے کہ عین ایجاب وقبول ہی میں زبانی شرائط مذکور ہوں، اس کے صحیح ومعتبر ہونے کی شرط یہ ہے کہ ایجاب عورت کی جانب سے ہو، یعنی اولاً خود عورت (یا اس کا ولی یا وکیل یعنی قاضی نکاح خواں) عقد نکاح کے وقت یوں کہے کہ میں نے اپنے آپ کو (فلاں بنت فلاں کو) تیرے نکاح میں اس شرط پر دے دیا کہ اگر تم نے یہ کام کیا یا وہ کام کیا (جتنی شرطیں لگانا مقصود ہو، سب ذکر کردیا جائے) تو اپنے معاملہ کا اختیار میرے (یا موصوفہ کے) ہاتھ میں ہوگا، یعنی شرائط مذکورہ میں سے کسی ایک شرط کی خلاف ورزی پر بھی اختیار ہوگا، اسی وقت یا پھر کسی وقت چاہوں (یا چاہے) تو اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے کر اس نکاح سے الگ کرسکوں گا (یا کرسکے گی) اس کے جواب میں نکاح کرنے والا مرد یوں کہے کہ میں نے قبول کرلیا (یا شرائط سمیت قبول کرلیا) اس پر عورت کو اختیار ہوگا کہ وہ جب اپنے اوپر شرائط کے خلاف ظلم ومصیبت دیکھے، اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے کر اس شوہر کے نکاح سے نکل جائے، یعنی اس طرح کہہ دے کہ میں اپنے اوپر ایک طلاق بائن واقع کرتی ہوں، اور اگر ایسا نہ کیا گیا بلکہ ابتدائے کلام (ایجاب) مرد کی جانب سے ہوا اور لڑکی والے قبول کے ساتھ تفویض طلاق کی شرط لگا دیں تو نکاح بلا کسی شرط کے صحیح ہوجائے گا، اور شرط باطل وبے کار ہوجائے گی۔

تنبیہ: اگر ایجاب عورت ہی کی طرف سے ہو مگر تفویض کی شرط ذکر نہ کی گئی اور مرد نے قبول میں تفویض کی شرط کا اضافہ کردیا تب بھی تفویض صحیح ہوگئی، لیکن چونکہ اس صورت میں صرف مرد کو اختیار ہے خواہ وہ شرط بڑھائے یا نہ بڑھائے، عورت کی جانب سے جب ایجاب بلا شرط کے ہوچکا تو اس کے ہاتھ سے بات نکل چکی، اس لئے جس عورت کا مقصد یہ ہو کہ اس کو طلاق لینے کا اختیار مل جائے اس کے واسطے یہ صورت کافی نہیں، بلکہ ایجاب میں شرط لگانا ضروری ہے، تاکہ مرد کو بلا شرط قبول کرنے کا حق ہی نہ رہے۔

تیسری صورت:

تیسری صورت یہ ہے کہ نکاح کے بعد کوئی اقرار نامہ اس قسم کا شوہر سے لکھوایا جائے، یہ صورت بھی صحیح اور بالکل درست ہے۔

یہ صورت بھی اس عورت کے لئے کارآمد ہے جس کے نکاح میں کابین نامہ نہیں لکھوایا گیا تھا، لیکن جو عورت نکاح کے وقت احتیاط کی طالب ہے اس کے واسطے اس میں وہی کمی ہے جو تنبیہ بالا میں مذکور ہوئی۔

اس لئے مصائب کے وقت خلاصی کی اصل تدبیر پہلی یا دوسری صورت اختیار کرنا ہے۔(الحیلۃ الناجزۃ للحلیۃ العاجزۃ از ص ۴۸ تا ص ۵۲)
اگر بیوی نے بوقت نکاح شوہر سے حقِ طلاق حاصل کرلیا ہو یا وہ نکاح کے بعد اس حق کی مالک بن گئی ہو تو وہ اس حق کو استعمال کر کے خود کو طلاق دے کر رشتۂ زوجیت قطع (ختم) کرسکتی ہے، اور اس طلاق کا اسی طرح اعتبار کیا جائے گا جیسے شوہر نے زوجہ کو وہ طلاق خود دی ہو۔(مجموعہ قوانین اسلام ۲/۳۹۲)

تفویض یا تملیک کا فسخ

تفویض یا تملیک طلاق کے بعد شوہر زوجہ کے اس حق کو فسخ نہیں کرسکتا، کیونکہ تفویض کے بعد زوجہ اس اختیار کی خود مالک ہوجاتی ہے، خواہ اس حق کو استعمال کرے یا نہ کرے اور جب چاہے کرے، البتہ اگر تفویض طلاق معین مدت کے لئے ہو اور وہ مدت گذر جائے تو عورت کا حق باطل اور بے اثر ہوجائے گا۔(حوالہ بالا)

تفویضِ طلاق سے شوہر کا حق ساقط نہیں ہوتا

واضح رہے کہ تفویضِ طلاق سے خود شوہر کا حق طلاق ساقط نہیں ہوتا، اس لئے اگر تفویضِ طلاق کے بعد شوہر خود سے طلاق بائن دے دے تو عورت کا اختیار باطل اور غیر نافذ ہوجائے گا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تفویض سے ملکیت کیونکر پیدا ہوئی اور اگر ملکیت عورت کو حاصل ہوگئی تو پھر مرد کا حقِ طلاق کیونکر باقی رہا؟
اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ تفویضِ طلاق دراصل "خیار طلاق" ہے اور خیار دینا ایک فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا مالک بنانا ہوتا ہے، کیونکہ مخیّر (جس کو اختیار دیا گیا) اس فعل میں اپنی رائے سے تصرف کرتا ہے، لہذا اگر شوہر اپنی زوجہ کو خیار طلاق تفویض کرتا ہے تو گویا وہ اپنی زوجہ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ خود کو طلاق دے کر اس مرد کے رشتۂ زوجیت سے علاحدہ کرسکتی ہے اور ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ عورت مالکہ ہو کر تصرف کرتی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ مرد کی اس ملکیت میں عورت بھی تصرف کرسکتی ہے جو اس مرد کے علاوہ ہے، نہ کہ بجائے ہے۔(مجموعہ قوانین اسلام ۲/۳۹۳)

تفویضِ طلاق سے متعلق چند اہم مسائل

☆ اگر شوہر نے اپنی بیوی کو ہمیشہ کے لئے اختیار نہیں دیا اور کوئی مدت متعین نہیں کی تو ایسی صورت میں اسی مجلس تک عورت کو رد وقبول کا اختیار رہے گا، لیکن اگر کسی کو وکیل بنایا ہو، خواہ ہمیشہ کے لئے، تو جب تک اسے وکالت سے معزول نہیں کرے گا، اس وقت تک طلاق دینے کا اختیار وکیل کو ہوگا، اور اگر شوہر نے بیوی کو ہمیشہ کے لئے اختیار دیا، مثلاً یہ کہا کہ جب چاہو اپنے اوپر طلاق واقع کرلو، تو بیوی کے رد کرنے کے باوجود اسے ہمیشہ کے لئے اپنے اوپر واقع کر لینے کا اختیار حاصل رہے گا، اور اگر شوہر نے کوئی مدت مقرر کردی ہے تو بیوی کو اسی مدت تک طلاق واقع کر لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

☆ شوہر نے بیوی یا وکیل کو جتنی طلاق دینے کا حق دیا ہے اس نے اتنی یا اس سے کم طلاق واقع کی تو وہ معتبر ہوگی، اس سے زیادہ طلاق کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

☆ شوہر نے بیوی یا وکیل کو جتنی طلاق واقع کرنے کا حق دیا ہے اگر اس نے بیک کلمہ اس سے زیادہ طلاق واقع کردی تو ایک بھی واقع نہ ہوگی، اور اس کا اختیار ساقط ہوجائے گا۔

☆ شوہر نے بیوی یا وکیل کو جس قسم کی طلاق واقع کرنے کا حق دیا ہے ویسی ہی طلاق واقع ہوگی، مثلاً: شوہر نے طلاق بائنہ کا حق دیا اور بیوی یا وکیل نے طلاق رجعی واقع کی تو یہ بائنہ ہی قرار دی جائے گی اور اگر شوہر نے طلاق رجعی کا حق دیا اور اس نے طلاق بائن دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی، طلاق بائن نہیں۔

☆ شوہر نے اگر عدد طلاق یا وصف طلاق ذکر کرتے ہوئے تفویض یا توکیل کو عورت یا وکیل کی مشیئت کی شرط کے ساتھ مقید کردیا ہو تو شوہر کے ذکر کردہ عدد یا وصف کی رعایت ضروری ہوگی، مخالفت کی صورت میں طلاق نہ پڑے گی، مثلا: شوہر نے بیوی یا وکیل سے کہا کہ اگر تم چاہو تو اپنے

اوپر یا میری بیوی پر تین طلاق یا طلاق بائن واقع کردو، اور اس نے ایک یا دو طلاق یا رجعی طلاق واقع کی، تو یہ عمل لغو قرار پائے گا، کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

☆ اگر شوہر کسی شخص کو طلاق واقع کرنے کا اختیار دے اور اس میں مشیئت کی قید نہ لگائے تو یہ اختیار ہمیشہ کے لئے حاصل ہوگا، مگر شوہر کو کسی بھی وقت یہ اختیار واپس لینے کا حق ہوگا اور اگر شوہر نے توکیل کو مشئیت پر معلق کیا ہے تو وکیل کو صرف اسی مجلس میں طلاق واقع کرنے کا حق ہوگا، اس کے بعد نہیں، اور شوہر اس مجلس کے اندر وکیل کو معزول نہیں کرسکتا ہے۔

☆ تفویض طلاق کے بعد شوہر اس سے رجوع نہیں کرسکتا ہے، (لا يملك) الزوج (الرجوع عنه) أي عن التفويض...... لما فيه من معنى التعليق۔ (شامی ۲/ ٦٦٩)

☆ اگر شوہر نے تفویض متعین مدت تک کے لئے کی ہے اور وہ مدت گزر گئی اور بیوی نے اس مدت کے اندر طلاق واقع نہیں کی تو تفویض ختم ہوگئی۔

☆ اگر تفویض میں مدت کی کوئی تعیین نہیں کی، اور بیوی نے اس تفویض کی اسی مجلس میں رد کردیا، یا بیوی کی مجلس تبدیل ہوگئی اور اس نے طلاق واقع نہیں کی تو ان صورتوں میں بھی تفویض ختم ہوجائے گی۔ (شامی ۲/ ۳-۶۷۴-۶۷، بدائع الصنائع ۳/ ۱۱۲-۱۱۵، مجموعہ قوانین اسلامی دفعہ: ۲۹۰-۲۹۸)

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين۔

☆☆☆☆